OPEN ACCESS: "*EPISTEMOLOGY*"
eISSN: 2663-5828;pISSN: 2519-6480
Vol.9 Issue 10 December 2021

تعلیماتِ اسلامیہ کے تناظر میں آزادی کے عصری مظاہر کا ناقدانہ جائزہ

AN OVERVIEW MODERN MANIFESTATIONS OF FREEDOM IN THE CONTEXT OF ISLAMIC TEACHINGS

Dr. Tahira Abdul Quddoos
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Lahore College for Women University, Lahore.

Zulabia Iqbal
Research Scholar, Department of Islamic Studies, Lahore College for Women University, Lahore.

Prof. Dr. Mohsina Munir
Professor, Department of Islamic Studies, Lahore College for Women University, Lahore.

Abstract: Freedom is a basic Human Right. Every person wants to enjoy his life without any restriction by others. Today youth has deviated from the righteous path. They have wrongly defined the terms and practices given by our religion. They not only misinterpret the Islamic values but also has absorb their fake meaning which is opening a door of freedom and modernism with false meanings. Islam provides freedom to live life but that does contain certain limits also which if crossed, the person get out of the Islamic core principles. Today's youth have misconceived the true spirit of freedom narrated by Islam, this materialistic life has taken away from the youth, the sense of accountability before Allah Almighty. This change is restructuring the social fabric of society from roots which will ultimately bring devastating consequences. There is no second opinion that Islam allows for growth and adaptation and early Muslims have left great examples of it. There was an example of a natural adjustment that was fully informed by Islamic teachings;

it did not damage the underlying values. And it tremendously enriched the new societies. The same healthy adaptation can happen today, with benefits for everyone. But the current propaganda machine presents core of Islamic culture as a great burden, and unfortunately millions of Muslims including the youth have left on their own self, in the name of freedom, liberty and modernism. Youth has forgotten that in the name of liberty and modernism they have opted the way that leads to the secularism. They remain unable to differentiate that the freedom given by the religion has to practice with in prescribed limits given by the injunctions of Islam. The above mentioned circumstances and bringing disaster into the underlying cultural values prearranged by Islam and they will bring inexorable terrifying consequences in Muslim society.

Key Words: Islam, Muslim, Youth, Freedom, Modernism, Liberty, Society.

آزادی ایک اہم تصور، تمہید

آزادی ایک ایسا جذبہ ہے کہ ہر انسان کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ دوسروں کے رجحان طبع کے مطابق کام کرنے زندگی گزارنے سے آزاد وخود مختار ہو۔ آزادی کی یہ خواہش ایسی شدید ہوتی ہے کہ انسان اس کے حصول کے لیے بڑی سے بڑی قربانی دینے سے بھی گریز نہیں کرتا اور بعض اوقات اس کے حصول کے لیے جائز وناجائز ذرائع ووسائل کا استعمال بھی عمل میں لاتا ہے مگر آزادی کے حصول کی فطری خواہش کے باوجود انسانوں کی بڑی تعداد عملی طور پر آزادی سے محروم ہے۔ عام طور پر آزادی سے مراد یہ ہے کہ انسان جیسے چاہے جیے جو چاہے کرے ہر کام اس کی مرضی کے مطابق ہو اور ہر لحاظ سے اس کے ارادوں اور خواہشوں کی تکمیل ہو تو انسان خود کو آزاد تصور کرتا ہے انسان کی سماجی آزادیاں اس کی ضمانت کی قائل ہوتی ہیں کہ شہری حکومتیں بغیر کسی تاخیر کے ان کو آزادی کی فراہمی یقینی بنائے ان آزادیوں میں ذرائع معلومات واطلاعات کی آزادی، رائے کے اظہار کی آزادی، سیاسی معاملات میں حکومتوں کے چناؤ کی آزادی، حق ملکیت کی آزادی، قانون کے احترام کی آزادی، ذاتی دفاع کی آزادی وغیرہ شامل ہے۔ مگر ان آزادیوں کے حوالے سے بات کی جائے تو بہت سے معاملات میں آزادی افراد کے باہمی تضادات اور جھگڑوں کی باعث بن سکتی ہے ان آزادیوں میں حق ملکیت کے ضمن میں جائیداد رکھنے کی آزادیاں، تولیدی ضمن میں جنسی بیماریوں وغیرہ کے معاملات متضاد یا منفی آزادیوں کا باعث بنتے ہیں۔

آزادی کے لیے انگریزی زبان میں لفظ "Freedom" یا "Liberty" کا استعمال کیا جاتا ہے۔ آکسفورڈ ڈکشنری کے مطابق "The power or right to act" سے آزادی کی وضاحت کی گئی ہے۔1

آزادی سے مراد فرد کے حقوق کا تحفظ، سماجی و معاشرتی معاملات میں ریاست یا دیگر معاشرتی عوامل کے دباؤ سے آزادی ہے یعنی ایسا ماحول جس میں انسان اپنی رائے رکھنے اور اپنے امور پر بغیر کسی روک ٹوک فیصلہ سازی کرنے کا متحمل تیار پائے آزادی کہلاتا ہے۔

Mordecai Rosweld: کے مطابق آزادی سے مراد

> The liberty claimed as an absolute value can be that of national independence of religious nature or of personal emancipation from bondage specially when enslavement or servitude is involved.2

اسی طرح آکسفورڈ ڈکشنری کے مطابق:

"Liberty is right or power to do as one pleases"3

عربی میں آزادی سے مراد سے "حریت" ہے۔ حریت یا آزادی کے مقابلے میں "عبد" استعمال کیا جاتا ہے ابن المنظور لسان العرب میں لکھتے ہیں

کہ **الحر: بالضم نقيض العبد**4۔

مندرجہ بالا تعریف آزادی کی مکمل وضاحت کرتی ہے۔

تحقیق کا حقیقی پہلو

آزادی کے جدید تصورات پر یہ موضوع در حقیقت ان تمام جدید مسائل کی جانب بھی توجہ مبذول کروائے گا جو نوجوان نسل کے لیے مسائل کا سبب ہیں۔ زیر غور عنوان کے تحت آزادی کی موجودہ دور میں نئی شکلوں کا جائزہ لیا جائے گا تاکہ یہ حقیقت واضح کی جاسکے کہ ماضی کی نسبت جدید آزادیوں میں کس حد تک فرق آیا ہے اور ماضی کی نسبت آج کی آزادیاں کس طرح ہمارے نوجوان مرد و زن پر اثر انداز ہو رہی ہیں۔ تاکہ نوجوان نسل یہ جان سکے کہ دور حاضر کی آزادی کے مظاہر تعلیمات اسلامیہ کی روشنی میں کیا مقام رکھتے ہیں اور یہ کس طرح دراصل نوجوان نسل کی آزادی کو قائم رکھنے والے یا حقیقی آزادی سلب کرنے کا پیش خیمہ ہیں۔ آزادی کے مختلف مظاہر کے حوالے سے بات کی جائے تو ذہنی یا نظریاتی آزادی انسانی حقوق پر مشتمل تمام آزادیوں کو بنیاد فراہم کرتی ہے۔ ترقی کے ارتقائی دور میں روشن خیالی یعنی لبرل ازم کا تصور ایک الگ

تحریک کی صورت اختیار کر گیا اور اولین طور پر یہ مغربی فلسفیوں اور معیشت دانوں میں مقبول ہوا۔ اس لبرل ازم نے ماضی کے قدیم خیالات خواہ ان کا تعلق ریاست سے تھا یا انداز سیاست یا مذہب سے تھا، پر اثرات مرتب کیے۔ لبرل ازم کے نظریات نے انسان کی شخصی آزادی کو مضبوطی فراہم کی۔ 19 ویں اور 20 ویں صدی میں عثمانی سلطنت میں لبرل ازم نے ہی لادینی قومیت پرستی کی راہیں ہموار کیں۔ 1920 سے قبل لبرل ازم کے مترادف کمیونزم، کنزرویٹو ازم اور سوشل ازم کے نظریات بھی استعمال کیے جاتے رہے۔ 5 جب کہ لبرل ازم کی راہیں عالمی جنگ دوم کے بعد زیادہ ہموار ہوئیں اور اس انداز سے غور و فکر کرنے والے مفکرین اور دانشوروں کے طبقے نے سر اٹھایا۔ 6 آج آزادی اور آزادی فکر کی ان تحریکوں نے انفرادی آزادیوں کے ضمن میں اظہار رائے کی آزادی، کسی تنظیم سے منسلک رہنے یا نا رہنے کی آزادی وغیرہ جیسی آزادیاں متعارف کروائی ہیں۔ آزادی اظہار دنیا کا اہم ترین موضوع ہے اور اس کے لیے ہر انسان کو حق دیا گیا ہے کہ وہ اپنی رائے دوسروں تک پہنچائے اور اگر ان کے حقوق پامال کیے جائیں تو ان کے خلاف آواز اٹھائے۔ یورپ میں اس کا آغاز وسطی دور میں ہوا برطانیہ میں 16 ویں صدی کے آغاز میں انسانی انفرادی آزادیوں کو محفوظ بنانے کی کوشش کی گئی۔ 7 اظہار رائے کی آزادی کے مغربی تصور میں رائے سے مراد ہر اہل اور نا اہل کی زبان سے ادا ہونے والے وہ الفاظ ہیں جو وہ کسی موضوع پر اختیار کرے اور اس میں اہل علم اور اہل جہل کی کوئی تفریق روا نہ رکھی جائے۔ رائے کا یہ مفہوم علمی مفہوم سے مختلف ہے جس کے مطابق رائے انسان اپنی ذہنی استعداد اور قابلیت کی بناء پر قائم کرتا ہے۔ علامہ ابن القیم "اعلام الموقعین" میں لکھتے ہیں کہ غور و فکر اور تحقیق کے بعد مجتہد جو نظریہ قائم کرتا ہے اسے رائے کہتے ہیں۔ 8 قانونی لغت میں اظہار رائے سے مراد بغیر کسی رکاوٹ کے اپنی رائے اور سوچ کا اظہار کرنا ہے اور اس میں انسان اپنی رائے کے اظہار میں کسی کا پابند نہیں ہے۔ 9 رائے کی آزادی دراصل انسان کی شخصیت کی عکاس ہے۔ محمد ہاشم اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ آزادی اظہار انسان کی عظمت کی مظہر ہے اظہار رائے انسان کے وقار، کردار اور شخصیت کو سامنے لاتی ہے۔ 10

اسلام میں آزادی اظہار کی وضاحت انسانی حقوق کے ضمن میں آتی ہے اسلام میں انسانی حقوق انسانی وقار اور مساوات سے متعلق ہے۔

آزادی کے فروغ کی بات کی جائے تو مغرب میں اور پوری دنیا میں آزادی کا شعور اس وقت عام ہو جب 540ء تا 604ء کے عرصہ میں رومی کلیسا طاقتور ہوا نظام پاپائیت نے سیاسی و سماجی اختیارات اپنے مکمل کنٹرول میں لے لیے یہاں

تک کہ اپنے اثر و رسوخ کو واضح کرنے کے لیے مظالم شروع کر دیے گئے صلیبی جنگوں میں جبری بھرتیاں کی گئیں علمی اعتبار سے بھی عوام ظلم کی چکی میں پسنے لگے۔ کوئی بھی شخص اگر دین کی تشریح و توضیح میں پوپ کی خلاف ورزی کرتا تو اسے سخت سے سخت سزائیں دی جاتیں۔ عیسائیت کے قدیم فرقے اسی عرصہ میں صفحہ ہستی سے مٹ گئے۔ 1974ء میں احتساب عدالت اس لیے قائم کی گئی کہ اگر کوئی شخص سائنسی اور عقلی نظریات کا قائل ہو گا تو اسے سخت سزائیں دی جائیں گی۔ معروف سائنسدان گلیلو نظام شمسی پر اپنے نظریات کے باعث معافی مانگنے پر مجبور ہوا۔ اس دور کے محتاط اندازوں کے مطابق 3 لاکھ 40 ہزار لوگوں کو ایسے جرائم کی پاداش میں موت کی گھاٹ اتارا گیا۔ 11

1515ء میں قانون پاس ہوا کہ کلیسا کی مرضی کے بغیر کوئی کتاب شائع نہیں کی جائے گی ایسی قانون سازی نے ہی عوام کے دلوں میں کلیسا سے نفرت کے جذبات کو ہوا دی۔ 12 نتیجہ یہ نکلا کہ مذہب اور سائنس کو دو متضاد جہتیں متصور کیا جانے لگا۔ لوگ کھلے عام کلیسا کی مخالفت کرنے لگے اور بغاوتوں کا آغاز ہوا۔ یہ جدوجہد کرنے والوں میں پیٹر والڈو (1218ءتا1140ء)، جان ٹولر (1290تا1361ء) اور جان وائی کلف (1320ءتا1389ء) جیسے مصلحین شامل تھے اگرچہ ان کو آزادی کے نعرے بلند کرنے پر سزائیں سنائی گئیں۔ 13 مگر یہ لوگ اپنے بعد مارٹن لوتھر کی تحریک کو ہموار کرنے کا باعث بنے۔ مارٹن لوتھر جان ٹولر کی تصانیف سے متاثر ہوا تو 21 اکتوبر 1517ء کو پوپ کے خلاف علم بغاوت بلند کیا اور پھر عوام نے رفتہ رفتہ اپنی شخصی آزادیوں کے لیے کلیسا کو پس پشت ڈال دیا۔ 14 اور آزادی کے ایک نئے دور کا آغاز ہوا۔

آزادی کے جدید تصورات:

انسانی حقوق کے جدید تصور کی بات کی جائے تو پہلی عالمی جنگ کے بعد جرمن، آسٹریا، ترکی، اٹلی، ہنگری، اور دوسری جانب فرانس، انگلینڈ، روس اور جاپان نے انسانیت کے تباہ کن حالات کا جائزہ لیا تو انسانی حالت کی جانب توجہ دی۔ اور اسی ضمن میں 10 دسمبر 1948 کو اقوام متحدہ کا انسانی حقوق کا منشور جاری کیا گیا۔ یہ منشور اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کی قرارداد 217(A)II کے تحت پیش ہوا۔ 15 اس منشور برائے انسانی حقوق کے تحت آئندہ نسلوں کو جنگ کی لعنت سے بچایا جائے گا۔ انسانی حقوق کو تسلیم کیا جائے گا۔ اور انسانی اقدار کی قدر و منزلت کو یقینی بنایا جانے کا عہد کیا جائے گا۔ ہر انسان کی عظمت اور قدر و قیمت، انسانی حقوق، مردوں اور عورتوں کے مساوی حقوق اور چھوٹی بڑی قوموں کے حقوق قابل ذکر

ہیں۔16اقوام متحدہ کے اس منشور کی مختلف شقوں کے تحت ہر شخص کو اپنی جان، آزادی، برابری کا تحفظ دیا جانے کا عہد کیا گیا۔غلامی و بردہ فروشی کو ممنوع قرار دیا گیا۔ہر شخص کو اس کی نجی و خانگی زندگی میں آزادی دی گئی۔نوجوان مردوں اور خواتین کو نسلی قومیت یا مذہب کی بنیادوں پر لگائی جانے والی شادی بیاہ سے متعلقہ پابندیوں ست بھی آزاد کیا گیا۔ہر شخص کو آزادی فکر اور مذہب کا حق دیا گیا۔ہر انسان کو اپنے مذہب یا عقیدے کو تبدیل کرنے انفرادی یا اجتماعی طور پر اپنی مذہبی عبادات کی ادئیگی یا تبلیغ کی اجازت دی گئی۔اس منشور کے تحت ہر انسان کو اپنی رائے کے اظہار کی آزادی دی گئی۔اس آزادی اظہار کے حق کے تحت اپنے خیالات کے اظہار میں مذہبی و غیر مذہبی ملکی و غیر ملکی تحدید کو بھی ختم کیا گیا۔اس کے ساتھ ساتھ تعلیم، صحت و روزگار سے سے متعلق انسانی حقوق کو تحفظ فراہم کیا گیا۔اقوام متحدہ کے اس دستور میں انسانی آذادی کو خصوصی اہمیت دی گئی۔17.آزادی کے حقوق پر بات کرتے ہوئے امریکی صدر فرینکلن ڈی روز ویلٹ نے آزادیوں کو چار قسموں میں بیان کیا ہے۔

- آزادی بول چال کا حق۔
- آزادی تاثرات کا حق۔
- مذہبی آزادی کا حق۔
- ہر چیز پانے کی آزادی یا خوف سے آزادی۔آزادیوں میں شامل ہے۔18

گزشتہ تحقیقی کام کا پس منظر و جائزہ:

اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کے اعلامیوں میں فرد واحد کی آزادی کو خصوصی توجہ دی گئی۔10دسمبر 1948 کا سمبلی میں یہ تسلیم کیا گیا ہر انسان پیدائشی طور پر آزاد ہے۔اور مساوی عزت و تکریم کا حق رکھتا ہے۔اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کے چارٹر میں کہا گیا کہ

> Everyone has entitled to all the rights and freedom set forth in this declaration without distinction of my kind, such as race, colour, sex language, religion, birth or other status.19

آزادی کے حصول کی عملی کوششوں میں اقوام متحدہ کی جانب سے اجلاس کا انعقاد عمل میں لایا گیا۔ان کانفرنس میں نوجوان مردوں اور خواتین کے لیے اقدامات کیے گیے۔20ان کانفرنسوں میں جنسی آزادیوں کے حصول اور اور جنسی

امتیازات کے خاتمے پر بھی اقدامات کیے گیے۔ان کانفرنسوں میں میکسیکو کانفرنس کاانعقاد 1975 میں نوجوان مردوں اور خواتین کے لیے کیا گیا۔اس کے اعلانیہ کوپن ہیگن کانفرنس1980 میں اقوام متحدہ کیا جانب سے 1980 میں ترتیب دی گئی۔اس کانفرنس میں خواتین کورائے اور فیصلہ سازی کی آزادی دیے جانے پر مباحث عمل میں آئے۔[21] اس طرح نوجوان خواتین کوروزگار کے چناؤ، خاندان کی تشکیل،اور انتخاب میں مکمل خود مختاری اور آزادی دیے جانے کا عہد نیروبی کانفرنس میں 1985 میں کیا گیا۔[22] اقوام متحدہ کی توجہ انسانی حقوق کے باعث غیر مسلم اقوام میں بھی انفرادی آزادیوں اور حقوق کا تصور عام کیا گیا۔اوراس طرح ریاستی دساتیر Constitution میں انسانی حقوق کے ضمن میں انفرادی آزادیوں کا تزکرہ کیا گیا ہے۔جاپان انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کے حوالے سے جنگ عظیم کے بعد تنقید کا نشانہ بنایا گیا۔کیونکہ جاپان اپنی جنگی قدامات، تعلمی اداروں میں متعصابہ رویے،اور میڈیا کے حوالے سے انسانیت خلاف اقدامات کا مرتکب رہا۔[23] برطانیہ میں انسانی حقوق کی بات کی جائے تو میگنا کارٹا1215 پھر1998 میں انسانی حقوق کے ضمن میں انفرادی ازادیوں پر بات کی گئی۔جان گرے اپنی کتاب میں لکھتاہے کہ ازادی کے لیئے برداشت ضروری امر ہے۔آزادی پسند افراد، دوسروں کوانکی مرضی کے مطابق امور انجام دینے کے قائل ہوتے ہیں۔تاکہ اسکے بدلے وہ بھی اپنی زندگی اپنے طرز کے مطابق گزار سکیں۔اور یہ نظریہ سیاسی آزادیوں کی بجائے ذاتی یاانفرادی آزادیوں پر منحصر ہے۔[24] اس طرح William Safire آزادیوں کے حوالے سے دو پہلو بیان کرتا ہے۔لبرل ازم آزاد خیالی کے اثرات دونوں جانب مرتب ہوتے ہیں۔ایک طرف لبرل ازم کے تحت نظریات اجتماعی حقوق اور آزادیوں کا تحفظ کرتے ہوئے انفرادی حقوق اور انفرادی آزادیوں کو مضبوطی فراہم کرتاہے۔تودوسری جانب دوسری شخصی آزادیاں مثلاً اسقاط حمل، ہم جنسی اور لادینی جیسے معاملات اپنے منفی اثرات کے باعث منفی آزادیوں کو بنیاد فراہم کرتے ہیں۔[25] اس حوالے سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ آزادی کے مثبت اور منفی تصورات ہوتے ہیں۔مثبت تصوارت سے مراد وہ آزادیاں جو دیرپا مفادات اور کم سے کم نقصانات کا باعث بنیں۔جبکہ آزادی منفی تصورات میں ایسی آزادیاں ہیں جو کم مدت کے لیے تسکین مؤدت جبکہ دیرپا نقصانات اور مسائل کی راہیں ہموار کریں۔لیکن آزادی کے موضع پر بحث کرتے ہوئے اس کی مختلف جہتوں کا مطالعہ کرنا بھی ضروری ہے۔کہ انسان کوآزادی کس حد تک ممکن ہے۔کیاانفرادی آزادی اجتماعی آزادی کے لیے مسائل کا باعث ہے۔اور بلا تحدید آزادی کے نقصنات اجتماعی معاملات پر کیسے منفی اثرات مرتب کرتے ہیں۔اور کیا قوانین اور اصول ضوابط آزادی کی راہ میں رکاوٹ ہیں۔ان

مندرجہ بالا نکات پر غور کیا جائے تو آزادی مثبت اور منفی تصورات میں منقسم ہو جاتی ہے۔ بلکہ ان کو ازادی کی اقسام نہیں بلکہ آزادی کی دو متضاد جہتیں کہا جاسکتا ہے۔اور یہ کہ کیا فرائض آزادیوں کی راہ میں رکاوٹ ہیں۔ بلکہ فرائض ہی در حقیقت حقوق کے حصول کا باعث ہیں۔اگر آزادی کے مثبت یا منفی تصور کو عام لفظوں میں بیان کیا جائے تو آزادی کا مثبت تصور یہ ہے۔ کہ ایک فرد کی آزادی دوسرے فرد پر منفی اثرات نہ ڈالے اور نہ ہی اجتماعی مفادات کی رہ میں مسائل کا باعث بنے۔ جبکہ آزادی کا منفی تصور یہ ہے کہ ایک فرد کی آزادی دوسرے افراد کے لیے مسائل کا باعث ہو۔ یا اجتماعی طور پر معاشرتی مسائل کی وجہ بنے۔

عصر حاضر میں اظہار رائے کی آزادی ایک توجہ طلب موضوع ہے۔ حقیقت میں تو آازدی کا مقصد یہ ہے کہ انسان اپنی فکر، نظریات اور فہم وفراست میں حق کو تلاش کرے اور پھر اپنے نظریات پر عمل کرنے کے لیے درست نقطہ نظر تک رسائی ممکن بنائے۔اپنی درست فکر کی ترویج کرے اور غلط نظریات پر تنقید اور انکی بیخ کنی عمل میں لائے۔ مغرب میں جب اول آزادی کا چرچہ ہوا تو اس میں کلیسا، بادشاہ اور جاگیرداری کا ایسی تضاد وجہ تھا۔اور ظلم حد سے بڑحا تو عوام نے آزادی کے نعرے بلند کیے اور مذہب کی بجائے سائینس اور عقل کا نعرہ لگایا۔ کلیسا اور بادشاہت کے خلاف آزادنہ سیاسی نظام لانے کی کوششیں شروع کیں گیئں۔ کلیسا کے ٹیکس اور جبری محصولات سے بچنے کے لیے آزادانہ سرمایہ کاری کو مروج کرنے کی حکمت عملی بنائی جانے لگیں۔ مگر ان معالات میں کامیابی نے آزادی کی طلب اور اس کے لیے نئے نئے مزید نعروں کو جلا بخشی۔ یعنی ماضی میں آزادی کے تصوارت میں سیاسی، معاشرتی اور مذہبی آزادیاں تھیں لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ آزادی کے اس تصور نے مغربی تمام فلسفوں کو اپنی گرفت میں لے لیا۔اور پھر آزادی ہی ہر چیز اور شر کی اساس اور معیار ٹھری۔اور پھر اس آزادی کا رخ مذہب کی جانب ہوا اور مذہب کو انسانی آزادایوں کو سلب کرنے کا سامان قرار دیا گیا۔ گزشتہ دہائیوں میں اقوام متحدہ نے چونکہ انسانی ازادیوں کے تحفظ کے لیے آواز اٹھائی۔اور ہر فرد کو عزت وآبرو اور جان اور ریاستی و شخصی حقوق کی آزادی دی گئی۔اس لحاظ سے آزادی رائے بھی بنیادی انسانی حقوق میں شامل کیا گیا۔ یہ حق دوسرے حقوق کو سہارا دیتا ہے۔ شخصی آزادی سے محرومی بالخصوص پسماندہ علاقوں پر اثرانداز ہوتی ہے۔اقلیتوں کے ساتھ تعصبانہ سلوک ایک عام بات نظر آتی ہے۔ مگر اقلیتوں اور پسماندہ علاقوں کو مساوات اور برابری کے ساتھ اپنے نظریات وافکار رائے اور توجیہات کی اجازت دی جائے تو وہ معاشرے میں اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔اور

بہترین مواقع استعمال کرتے ہوئے اپنے حالات میں مثبت تبدیلیاں لا سکتے ہیں۔ ثقافتی اور مذہبی روایات 2009 سے دور حاضر تک منفی تعلیمی فرق پہلے کی نسبت کم ہونے لگا ہے۔ مگر پھر بھی 2015 تک 34 ملین لڑکیاں، 31 ملین لڑکوں کی نسبت تعلیم سے محروم رہیں۔اور یہ محرومی اظہار رائے پر اثرانداز ہوتی رہی۔ کیونکہ پڑھے لکھے افراد زیادہ پڑھ لکھ کر دوسرے افراد تک اپنی ذہنی کیفیات پنچانے مین مختار ہوتے ہیں۔[26] آزادی تقریر معاشرے کی طرف سے ایک ایسا تقاضا ہے جو ریاستی احکام کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔آزادی تقریر کے زریعے ہی انسان اپنی سوچ و افکار کا تبادلہ کر سکتا ہے۔لوگوں کو حقائق سے آگاہ کرنے کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ ملک پر سکون ہو جاتا ہے۔ حقیقت کا سامنا کرتے ہوئے سائل کا ممکنہ حل تلاش کر لیا جاتا ہے۔[27]

ذرائع ابلاغ، شخصی آزادی اظہار رائے میں بنیادی اہمیت کا حامل ہے۔انھی ذرائع ابلاغ سے تہواروں تقریبات کی مسرتیں،معلومات کے پھیلاو،اور ریاستی حکام کی سرگرمیوں کو بھی کنڑول کرنا ممکن ہوتا ہے۔کیونکہ ایک جمہوری معاشرے میں تقریر اور اظہار رائے کی آزادی کی وضاحت کرنے میں میڈیا ہی اہم کردار ادا کرتا ہے۔اس حوالے سے "Graber Doris"اپنی کتاب میں میڈیا،رائے کی آزادی کے بارے لکھتا ہے کہ جب ریاستی حکام،کارندے ، غلطی پر اترتے ہیں تو پریس کو ریاستی حکام پر تنقید کرنا چاہیے۔ خبریں اور تفریحی پروگرامز ناظرین کے بصری اور سماعتی زوق کے پیش نظر مدون کیے جانے چاہیے۔[28] ذرائع ابلاغ آزادی اظہار کا بہترین زریعہ ہے۔انسانی حقوق کے عالمی کمیشن کے آرٹیکل 19 میں انسانی آزادیوں کو تسلیم کیا گیا۔ہر شخص کو اپنی رائے رکھنے اور رائے کا اظہار کا مکمل حق حاصل ہے۔اس حق میں یہ امر بھی شامل ہے کہ وہ آزادی کے ساتھ اپنی رائے قائم کرے اور جس ذریعے سے چاہے بغیر ملکی سرحدوں کا خیال کیے اپنے علم اور خیالات کی تلاش اور تبلیغ عمل میں لائے۔[29] شخصی آزادی کے باعث ہی مغرب، میں انسانی تکریم کو تسلیم کیا گیا۔زمانہ ماضی میں مغرب میں انسانی انفرادی آزادی کی کوئی اہمیت نہ تھی۔عادات، طور طریقے، رہن سہن ہر معاملے میں مختار ریاست کو ہی سمجھا جاتا ہے۔ مگر جدید تصور زندگی نے بنیادی آزادیوں کی طرف توجہ دی شخصی آزادی کے بارے میں ڈیوڈ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ "شخصی آزادی کے زریعے انسانی تکریم کی مقبولیت ایک مسلم حقیقت ہے۔ہر انسان آزاد پیدا ہوتا ہے۔اور تمام بنیادی حقوق سے استعفادہ حاصل کرنا اس کا حق ہے۔انسانی حقوق کے عالمی دستور اور اقوام متحدہ کے خواتین کی یکسانیت کے کمیشن میں بھی انسانی تکریم کو قانونی طور پر مقبول کیا گیا ہے اور

اسطرح اس کے ذریعے انسانی حقوق کا انتظام واضح ہوتا ہے۔[30] شخصی آزادی سے مراد یہ ہے کہ آپ سامنے والے کو یہ حق دیں کہ وہ بتا سکے کہ وہ کیا نہیں سننا چاہتے ہیں۔ شخصی آزادی کے بہت سے فوائد ہیں۔ جن میں سے چند کا تذکرہ درج ذیل ہے۔

1۔ شخصی آزادی انسان میں خود اعتمادی پیدا کرتی ہے۔

2۔آزادی اظہار رائے سماجی ارتقاء کی پرورش میں ایک مفید آلہ کار ثابت ہوئی۔

3۔آزادی اظہار تنگ نظری کے خاتمے اور افکار کو وسیع بناتی ہے۔

4۔نئے خیالات اور رجحانات کا آغاز کرنے میں شخصی آزادی اہم کردار ادا کرتی ہے۔

5۔عوام میں ذہنی بیداری پیدا ہوتی ہے۔ تعلیم، صحت، بہتر، معیار زندگی کے حقوق کا حصول آزادی اظہار کی وجہ سے ہی ممکن ہو رہا ہے۔

6۔حکومتوں کو شخصی آزادی کے فروغ کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے۔تاکہ لوگ بلا کسی خوف برائی کی مذمت کر سکیں۔اور سماجی برائیوں کو پنپنے سے روک سکیں۔

7۔آزادی اظہار رائے غلامی کا خاتمہ کرتا ہے۔آزادی رائے فیصلہ سازی میں بہت اہمیت رکھتی ہے۔جب تک اپنے خیالات اور سوچ و بچار کو دوسروں تک پہنچانے کی ازادی حاصل نہ ہو۔اس وقت تک کسی بھی قسم کا فیصلہ آزاد اور غیر جانبدارنہ نہیں ہو سکتا۔اور نہ ہی شخصی آزادی کا حصول ممکن ہو پاتا ہے۔آزادی اظہار سے انکار کرنا انسانی حقوق کے ساتھ ساتھ انسانی ترقی کے لیے بھی نقصان دہ ہے۔دنیا میں آزادی رائے کو اہمیت دینے والی اقوام آئر لینڈ پہلے نمبر پر، کینیڈا دوسرے نمبر، سوئزر لینڈ تیسرے اور امریکہ چوتھے اور نیوزی لینڈ پانچویں نمبر پر ہیں۔[31]

شخصی آزادی کے بغیر انسان بھیڑ بکریوں کی مانند ہوتے ہوتے ہیں۔ جن کو طاقت ور قومیں اپنی مرضی کے مطابق ہانکتے ہیں ۔اور اپنی مرضی سے انکی قیادت کرتے ہیں۔

آزادی اور اسلامی تعلیمات:

اسلام نے روز اول سے ہی بنی نوع انسان کو **"لا الہ الا اللہ"** کو تلقین و تعلیم کی ہے۔لا الہ الا اللہ کا اقرار انسان کو ہر قید و بند سے آزاد کرتا ہے۔آزادی کا نظریہ انفرادی طور پر انسانیت کش روایات کا خاتمہ تو عمل میں لاتا ہے۔ مگر اس کے

ساتھ ساتھ بہت سے اجتماعی مسائل کے پیداوار کی وجہ بھی بنتی ہے۔اسلام آزادی اور خود مختاری کے منفی اثرات کے خاتمے کے لیے حقوق و فرائض کا تعین عمل میں لاتا ہے۔اور اسکی بابت میں حقوق اللہ اور حقوق العباد کی وضاحت کرتا ہے۔ حقوق کی ان تعلیمات کے تحت اسلام انفرادی آزادی کے ساتھ اجتماعی آزادی کے تحفظ کو ممکن بناتا ہے۔

مغرب میں بھی انسانی حقوق کے تحت بنیادی آزادیوں کو اہمیت دی گئی ہے۔ مگر انسانی حقوق پر ان کا ذاویہ بنیادی لحاظ سے مختلف جہتوں کی نشاندہی کرتا ہے۔اسلامی تعلیمات کے تحت انسان حقوق العباد کی تکمیل کرتے ہوئے اللہ سے اپنے تعلق عبدیت کو ظاہر کرتا ہے۔ مگر مغربی نظریہ حقوق ادائیگی لادینیت پر رکھی جاتی ہے۔اسلام انسان کی آزادیوں کو تحفظ دیتے ہوئے بنیادی آزادیوں کو محفوظ بناتا ہے۔قرآن پاک میں سورۃ مائدہ کے مطابق انسان کی جان و مال کی حفاظت کی آزادی کے حقوق کا تذکرہ کیا گیا ہے۔[32]

حدیث مبارکہ کی روشنی میں ایک مسلمان کی جان،مال دوسرے مسلمان پر حرام کی گئی ہے۔[33] اسی طرح اسلام انسانی آزادیوں اور حقوق کے تحفظ کے لیے شخصی آزادیوں کو محفوظ بناتا ہے۔ہر فرد اپنے نظریے استدلال،سیر وسیاحت میں آزاد ہے کسی شخص پر جبر نہیں کیا جاسکتا بشرطیکہ وہ شریعت اسلامی کے منافی عمل میں شریک نا ہو۔اسلام میں آزادی ایک نعمت ہے کہ مختلف عبادات اور معاملات میں غلطی پر کفارہ غلام کی آزادی رکھا گیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تمام انسانوں کو ان کی ماؤں نے آزاد پیدا کیا ہے تمکو انکو غلام بنانے کا اختیار کس نے دیا ہے۔[34] اسلام ہر انسان کو مذہب کی مکمل آزادی دیتا ہے اسلام دینی معاملات میں جبر کا قائل نہیں ہر انسان اپنے عقائد و نظریات کے بارے میں خود مختار ہے۔
سورۃ بقرہ کی 256 میں ارشاد ہے کہ: لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ[35]

اسلام ہر شخص کو رائے کی آزادی دیتا ہے اسلام میں ہر فرد کے رائے اور مشورہ کو اہمیت دی جاتی ہے سورۃ الشوری میں مسلمانوں کے طریقہ مشاورت کو بیان کیا گیا ہے۔[36] عہد نبویؐ میں صحابہ کرام سے مشاورت اور آزادی رائے کی مثالیں، غزرو بدر کے قیدیوں سے سلوک، غزوہ احد کی مشاورت اور غزوہ خندق میں خندق کھودنے سے واضح ہے۔
اسلام میں مسلمانوں کے ساتھ ساتھ اقلیتوں کے حقوق آزادی کی جانب بھی توجہ دی گئی ہے اسلامی ریاست میں غیر مسلم مذہبی آزادی کے ساتھ ساتھ جائیداد، جان مال اور عزت کی آزادیوں سے مستفید ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ عہد صحابہ میں معذور اقلیتی افراد کی بیت المال سے مالی مدد فراہم کی جاتی تھی اور ان کے ساتھ بدکلامی اور ناانصافی کے ضمن میں بہت سے

مسلمانوں کو سزائیں دیے جانے کے واقعات بھی موجود ہیں۔[37] اسلام میں رائے کی آزادی کی مثالیں خلیفہ وقت کے سامنے اپنی بات آزادانہ کہنے سے واضح ہیں نبیؐ سے صحابہ نے سوال کیا کہ کونسا جہاد افضل ہے تو آپؐ نے فرمایا کہ جابر سلطان کے سامنے حق بات کہنا۔[38] قرآن پاک میں سورۃ آل عمران میں مسلمانوں سے مشاورت کا حکم دیا گیا ہے کہ: وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ ۚ [39]

اسلام اس حد تک آزادی کا قائل ہے کہ دوسروں کے حقوق کا استحصال نہ ہو۔ کیونکہ اگر اظہار رائے کی آزادی بے لگام کر دی جائے تو دوسروں کو ضرر پہنچنے کا آغاز ہو جاتا ہے۔ اسلام میں اعتقاد و آزادی ضمیر کے حوالے سے بھی اسلام واضح تعلیمات بیان کرتا ہے اسلام انسان کو حکم دیتا ہے کہ کسی کی مذہبی اعتقادات کو ٹھیس نہ پہنچایا جائے۔ قرآن میں سورۃ انعام میں غیر مسلموں کے معبودوں کو برا بھلا کہنے سے منع کیا گیا ہے۔[40]

جدید آزادی کے مظاہر

موجودہ دور میں آزادی کے بارے میں جو روش اختیار کی گئی ہے۔ اس نے انسان کو آزادی نہیں دی بلکہ معاشرے میں نفرت و تضادات کی فضا پیدا کی ہے۔ اقوام متحدہ نے اپنی کانفرنسز میں آزادی رائے کو بہت اہمیت دی ہے۔ اور اس ضمن میں آزادی کی تحدید نہ کر کے عالمی سطح پر عالمی امن پہر خطرات کے بیج بوئے ہیں۔ کیونکہ آزادی اظہار جہاں مثبت اثرات رکھتا ہے وہیں اس کے منفی اثرات بھی ہیں۔ غیر اسلامی عناصر آزدی رائے کی آڑ میں توحید و رسالت کو ہدف بناتے ہوئے مسلمانوں پر بے شمار حملے کر چکے ہیں۔ دین اسلام توہین انبیاء کے مرتکب کو سزائے موت کا حکم دیتا ہے۔ اسلام کے مطابق اگر غیر مسلم جزیہ کے عوض اپنی جان مال کی حفاظت عمل میں لاتا ہے تو اسلامی ریاست کے ساتھ یہ عہد بھی کرتا ہے کہ دین اسلام پر طعن نہ کرے گا اور اگر ایسے گناہ کا مرتکب ٹھرے گا تو اس کا قتل واجب ہو جاتا ہے۔ مگر مغرب میں آزادی کے جدید ہتھکنڈے استعمال کر کے اسے آزادی کے جدید مظاہر قرار دیا جا رہا ہے۔ آزادی کے ان جدید مظاہر میں سے چند کا تذکرہ درج ذیل ہے:

- لبرل ازم
- سیکولرازم
- حقوق نسواں کی تحریکیں

- جنسی بے راہ روی
- معاشرتی معاملات میں آزادی
- مرد و عورت کے باہمی تعلقات میں تبدیلی

لبرل ازم کی مشکلات:

لبرل ازم قدیم لاطینی لفظ "Liber" سے اخذ شدہ ہے۔ جس کے معنی آزاد کے ہیں جو غلام نہ ہو یورپ میں اس کا آغاز تحریک احیائے سے ہوا۔ برطانوی فلسفی جان لاک نے 1632تا1704 میں لبرل ازم کو فلسفے کی شکل دی اس کا پہلا اصول مساوات اور برابری تھا۔ اسی طرح آزاد خیالی کے تحت انسان کی ذہنی آزادیاں آتی ہیں جو جسمانی آزادیوں اور پابندیوں سے آزاد ہونے کا باعث بنتی ہیں۔[41] لبرل ازم کئی ادوار سے گزرا ہے نہیں کلاسیکل لبرل ازم، ماڈرن لبرل ازم اور نیو لبرل ازم میں تقسیم کیا گیا ہے۔ لیکن اگر نیو لبرل ازم کی بات کی جائے تو اس نے تعلیمی اداروں پر اثرات ڈالے ہیں اس آزاد خیالی کی بدولت فلسفہ الحاد نے زور پکڑا ہے۔ عوام کو مذہبی حدود و قیود سے آزادی کرانے کا آغاز کیا ہے۔ اور رفتہ رفتہ یہ آزادی ذہنی انارکی میں بدل گئی ہے۔ اب لبرل ازم کے ایسے معنی اخذ کیے گئے ہیں کہ جن میں انسان ہر قسم کی پابندی سے بالاتر ہو خواہ ان کا تعلق مذہب سے ہو یا معاشرے سے۔ اب آزاد خیالی ایسی صورت اختیار کر گئی ہے کہ کوئی بھی چیز جو پہلے سے چلی آرہی ہے خواہ اپنے اندر صداقت اور افادیت کا جوہر رکھتی ہو اسے رد کر دینا چاہیے اس کے برعکس کوئی انوکھی اور نئی بات کہنا روشن خیالی کی دلیل سمجھا جانے لگا ہے۔[42] لبرل ازم کی بدولت عورت کی ترقی اور آزادی نسواں کو ہدف بنایا گیا سیکولر نظام تعلیم رائج پایا دینی اقدار اور نظریات کا مذاق اڑایا گیا۔ ذرائع ابلاغ کے ذریعے مسلم ثقافت کی بجائے مغربی ثقافت کو رائج کیا گیا۔ لہذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ جہاں لبرل ازم سائنسی و علمی ایجادات کا باعث بنا وہیں اس نے بلا تحدید آزادی کے باعث اخلاقیات اور مذہبی اقدار کی نفی سے نوجوان نسل پر منفی اثرات ثبت کیے ہیں۔

سیکولرازم کے مضرات:

مغربی ترجمان آزادی کی تشریح لادینیت سے بھی کرتے ہیں اور انسانی آزادی کی راہ میں مذہب کو مذہب کو رکاوٹ تصور کرتے ہیں۔ دین یا خدا سے بیزاری اور بے دینی کے باعث تہذیبی، معاشرتی، عائلی، قومی، نسلی، سیاسی مسائل اور فسادات پیدا ہو رہے ہیں۔ مذہب کو ہر انسان کو نجی معاملہ قرار دے کر خدا پر ایمان لانے یا نہ لانے کی آزادی دی گئی

ہے۔[43] درحقیقت مغرب میں پوپ کی اجارہ داری کے خاتمے کے لیے سائنس کا سہارا لیا گیا اور سائنس اور مذہب کو دو مختلف جہتیں قرار دے کر کسی ایک کے چناؤ کو لازم قرار دیا گیا۔ جو دراصل الحاد کا آغاز تھا۔ اس کے نتیجے میں مسلمان معاشرہ بھی مولوی اور مسٹر یسی میں منقسم ہو گیا۔ اس کی ایک وجہ ہمارے تعلیمی ادارے ہیں جہاں دینی تعلیم کے لیے مدرسے اور دنیاوی تعلیم کے لیے مخلوط تعلیمی ادارے ہیں۔ اجتماعی سطح پر چند اداروں کو مذہبی اور دنیاوی تعلیم کے ادارے کہا جا سکتا ہے باقی تمام ادارے غیر اسلامی یا سیکولر۔ ایسی چیز جو بظاہر عقلی اور نغربی افکار سے خلاف ہو اسے توہم پرستی اور قدامت پرستی کہہ کر رد کر دیا جاتا ہے۔[44] آزادی کے جدید مظاہر کے حوالے سے جورڈن میلٹن لکھتے ہیں کہ چرچ کے تسلط اور روک ٹوک سے بچنے کے لیے سیاسی آزادی کی راہیں ہموار ہوئیں اور کارل مارکس، فرائیٹرچ جیسے آزادی کے حامیوں نے خدا کے عقیدے کو لوگوں کے دلوں سے ہٹا کر چرچ کو زوال دیا اور 20ویں صدی کے لادین قائدین نے اس نظریے میں ردوبدل کرتے ہوئے مغربی مفادات کے قوانین نافذ کیے جن میں سیاسی، جنسی افزائش نسل وغیرہ کی آزادیاں شامل تھیں۔ اس لیے لوگوں کا زیادہ رجحان لادینیت کی جانب مائل ہوا۔[45]

حقوق نسواں کی تحریکیں:

حقوق نسواں کی تحریکیں بھی جدید آزادی کے مظاہر کا حصہ ہیں اقوام متحدہ نے حقوق نسواں کے لیے کانفرنسز کا آغاز کروایا جس میں بہت سی معاشی معاشرتی آزادیوں کو زیر بحث لایا گیا۔ عورت کی آزادی کے لیے ایسا نقشا کھنچا گیا کہ عورت ہی معاشرے کی سب سے مظلوم مخلوق ہے۔ جس کی جانب مغرب نے ہی توجہ دی ہے 1946ء میں خواتین کے لیے "United Nation Commission on the statues of women" کے نام سے مرد اور عورت کے مابین مساوات کے لیے کمشین ترتیب دیا گیا۔ 26 جون 1945ء کو اقوام متحدہ کے دستور میں یہ صراحت موجود تھی کہ

> United Nation shall place no restriction of the eligibility of men and women to and under condition of quality in its principle and participate in any capacity subsidiary organs.[46]

خواتین کی آزادیوں پر بات کرتے ہوئے آقوام متحدہ نے مختلف نکات پر بحث کی ان میں جنسی آزادیوں پر بحث کی گئی والدین کا کردار ختم کر کے بچوں کو معاملات میں آزادی دی گئی، محدود اولاد، اسقاط حمل کے محفوظ طریقے متعارف

کرائے جانے پر زور دیا گیا۔ مخلوط تعلیم کو ناگزیر قرار دیا گیا اور ابتدائی عمر میں لڑکیوں کو جنسی تعلیم دینا ضروری قرار دیا گیا۔[47] مغربیت سے مرعوب مسلم ممالک معاشرتی برائیوں کا عملی نفاذ کرنے میں کوئی قباحت محسوس نہیں کرتے بلکہ اس کے رواج کے لیے جدید دلیلیں پیش کرتے ہیں مشہور ماہر عمرانیات "فریڈرک انجلر" اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ خواتین کی آزادی کے لیے پہلی شرط انہیں پبلک میں لانا تھا اور اسکے لیے ہمیں خاندانی نظام کو ختم کرنا ہوگا۔ جب ذرائع پیداوار سب کی ملکیت ہونگے تو اس کا مطلب کہ خاندانی معاشرے میں معاشی وحدت رہے گی۔ پھر بچوں کی دیکھ بھال کا معاملہ بھی پبلک کا معاملہ بنا جائے گا اور معاشرہ ہر طرح کے بچوں کی دیکھ بھال کی ذمہ داری لے گا چاہے وہ بچے شادی سے قبل پیدا ہوئے ہوں یا شادی کے بعد۔[48]

جنسی بے راہ روی کے مسائل:

اقوام متحدہ کی کانفرنسوں نے جنسی حدود کو پامال کیا ہے اور آزادیوں کے فروغ کی کوشش میں جنسہ آزادیوں کا نقشہ کھینچا ہے۔ جنسی آزادی کے حوالے سے بیجنگ کانفرنس میں کہا گیا کہ لڑکیوں کہ کم عمری کی شادی کی مذمت کی جاتی ہے۔ حمل کے واقع ہونے، جنسی تعلیم کی رسائی ہر نابالغ تک ممکن بنانے پر غور کیا گیا ہے۔ ناپسندیدہ اسقاط حمل کی روق تھام، اسقاط حمل کے آسان طریقے، اولاد کے چناؤ میں آزادی وغیرہ مغربی آزادیوں کا اہم موضوع ہیں۔[49] جنسی آزادیوں سے تحدید ختم کرنے کی وجوہات میں مغرب میں یہ تصور عام کیا گیا ہے کہ قدیم جنسی معاملات کی بنیاد چونکہ محرومیوں اور ممانعت پر ہی رکھی گئی تھی اور آج انسان کو محرومیوں اور روک تھام کی بابت ہی مسائل کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ یہ پابندیاں انسانی صحن اور ضمیر پر مسلط ہو چکی ہیں۔ لہذا ضروری ہے کہ جنسی حدود کا خاتمہ کیا جائے۔ جنسی آزادی کے جدید حامیوں نے اس کی بابت جو اصول دیا ہے اس کے مطابق کوئی شخص کسی دوسرے کی آزادی میں مخلل نہ ہو، انسان کی تمام خواہشات پوری ہوں، قناعت اور اسیری سے چونکہ انسان کی جنسی رغبت کم ہو جاتی ہے جبکہ ممانعت اور روک ٹوک سے یہ رغبت بڑھتی ہے۔ اس لیے صحیح اور واحد راستہ یہ ہے کہ تمام پابندیاں ہٹالی جائیں اور آزادیاں رہ جائیں کیونکہ یہ رکاوٹیں ہے فتنہ اور بگاڑ کا باعث ہیں[50] مگر ان اصولوں کے تحت سامنے آنے والے نقصانات کو کھلے دل قبول کیا جارہا ہے۔ جنسیات اور اخلاق کو الگ کر دینے کے اصول نے عفت و عصمت کی تباہی سامان پیدا کیا ہے۔ اگر ماضی کے حالات و واقعات کا جائزہ لیا جائے تو فاتح حکومتوں کے نوجوان جنہوں نے جرمن عورتوں سے مباشرت کی تقریبا 2 لاکھ ناجائز بچوں کا باعث بنے۔ جو

اب جرمن حکومت کی زیر سرپرستی پرورش پارہے ہیں۔ان میں 5000 سیاہ فارم ہیں اور بقول جرمن حکومت کے یہ ان ناجائز بچوں کی کل تعداد کا دسواں حصہ ہیں۔کیونکہ زیادہ تر اسقاط حمل، موت یاماؤں کے گلا گھونٹنے کی وجہ سے جنم نہیں لے پائے۔اسی طرح انگلستان کے مرکز میں واقع نارتھیمپٹن میں 50٪ بچے ناجائز پیدا ہوتے ہیں اور اس تباہی کا آغاز اس وقت ہوا تھا جب یہ علاقہ زراعت پیشہ سے صنعتی بنا۔[51] جنسی بے راہ روی کی ایک وجہ فحشوادہے جس نے نوجوان نسل میں ذہنی انتشار پیدا کر دیا ہے۔جبکہ اسلام نے معاشرے کو زنا اور ذہنی انتشار سے بچانے کے لیے فحاشی کے فروغ پر پابندی لگائی ہے اور معاشرے کو پاکیزہ اقدار پر قائم رہنے کی حکمت عملی دی ہے۔قرآن پاک میں سورۃ بنی اسرائیل آیت 32 میں اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ "زنا کے قریب بھی مت جانا یہ فحاشی اور برا راستہ ہے" اور اگر دیکھا جائے تو نازیبا تحریریں اور فلمیں فحاشی کو فروغ دینے کا سبب ہیں۔لہذا اسلام میں نیکی اور بدی کے فرق کو واضح کیا گیا ہے۔اقوام متحدہ کی جانب سے جنسی تعلیم کی فراہمی نے بہت سی تباکاریوں کو ہوا دی ہے۔Martinez اپنی کتاب میں لکھتی ہیں کہ "ادارہ برائے پبلک پالیسی کی تحقیق کے مطابق ان دنوں نازیبا تصاویر اور وڈیوز کا تبادلہ کرنا معمول بن چکا ہے۔یہ رپورٹ 18 برس کے 1800 نوجوانوں سے کروایا گیا۔اس رپورٹ کے مطابق نوجوان اس بات پر اتفاق کرتے ہیں کہ فحش مواد دیکھنا کوئی بری بات نہیں۔اور وہ سکول کی دنیا سے ہی ویب کی تاریک دنیا سے واقف ہو چکے تھے"۔[52] اسی طرح ایک مغربی مفکر رقم طراز ہے کہ جنسی تعلیم کی آزادی کے باعث ابتدائی سکولوں میں جنسی بیماریوں، حمل کی پاچیدگیوں اور جلد حمل کے واقعات ان سکولوں کے مقابلے میں زیادہ ہیں جہاں یہ تعلیمات دینے کا باقاعدہ قانون پاس نہیں ہوا ہے۔[53] جنسی آزادیوں میں ایک بڑا مسئلہ ہم جنسی بھی ہے۔انگلستان اور ویلز میں 1967 میں ہم جنسی کو قوانین جنسی جرائم کے تحت جائز قرار دیا گیا ہے۔ اسلام ہم جنسی کو حرام قرار دیتا ہے جبکہ اقوام متحدہ نے اپنی تمام خواتین کانفرسز میں ہم جنسی کی حمایت کرتے ہوئے ہم جنس تعلقات کے متحمل افراد کے حقوق پر زور دیا ہے۔اور اسی کے تحت بہت سے ممالک میں ہم جنس میں تعلقات کی آزادی اور شادی کی اجازت بھی دی ہے۔[54] ہم جنسی اور دیگر جنسی بے راہ رویوں کے باعث جنسی بیماریوں میں اضافہ ہوا ہے۔ایچ آئی وی، ایڈز جیسی بیماریوں کے مریض سامنے آئے ہیں۔اس کے ساتھ ساتھ ذہنی بیماریوں اور پیچیدگیوں کے کیسسز سامنے آئے ہیں۔

"Dove Hill" اپنی کتاب میں ان پیچیدگیوں کے حوالے سے رقمطراز ہیں کہ "ہم جنسی کی شادیوں سے لڑکے اس طرح متاثر ہوتے ہیں کہ اب انہیں ہی عورت کی تمام تر ذمہ داریاں اٹھانی ہیں۔ جبکہ لڑکیاں اس تشویش میں مبتلا ہوتی ہیں کہ گھر میں ایک مرد کی موجودگی کے تمام تر معاملات اسے طے کرنے ہیں۔ ان دوہری ذمہ داریوں کے باعث بچوں کے ذہن پر منفی بوجھ اور منفی اثرات پڑتے ہیں۔[55] یہ سماجی عدم تعاون بہت سے مسائل کو ہوا دے رہا ہے اور ہم جنس معاشرے میں ایک تیسرے طبقے کا قیام عمل میں لانے سے معاشرے کو بے راہ روی کی جانب دھکیل رہے ہیں۔ ایسی برائیوں اور بدکاریوں کے باعث ہی جنسی بیماریوں کی کثرت ہے۔" ڈاکٹر بل مالر " اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ صرف نیویارک میں 30 سال سے کم مرد زیادہ تر ایچ-آئی-وی میں مبتلا ہوتے ہیں۔ یہ 18 تا 19 سال کی عمر میں اندرونی طور پر مفلوج کر دینے والی بیماریوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔[56]

معاشرتی معاملات میں آزادی:

اقوام متحدہ نے انسانی آزادیوں میں کچھ نئی قسم کی آزادیاں بھی متعارف کروائی ہیں۔ جن کے تحت معاشرتی برائیوں اور بدعنوانیوں کا راستہ ہموار ہوا۔ عورتوں اور نوجوان مردوں کی ترقی کے نام پر ناجائز اور شادی سے قبل بچوں کو معاشرتی تحفظ دینے پر قرارداد پاس ہوئی۔ اگر صرف پاکستان میں دیکھا جائے تو بل 2006 کے تحت اقدام زنا، مبادیات زنا، بوس کنار کی سزائیں منسوخ ہو گئی ہیں جبکہ حدود آرڈیننس کے تحت ایسے جرائم کے مرتکب افراد کو سزا دیے جانے کے قوانین موجود تھے۔ اقوام متحدہ کی سفارشات میں یہ شقیں عائد کی گئی کہ بیوی کی مرضی کے بغیر جنسی تعلق ازدواجی زنا ہو گا۔ عورت کو 120 دن کا حمل ساقط ہونے کا حق ہونا چاہئے۔ شوہر کی مرضی کے بغیر آپریشن اور نس بندی کا حق ہونا چاہئے۔ ان تمام احکامات کی سفارشات قاہرہ کانفرنس 1994، بیجنگ کانفرنس 1995 وغیرہ میں بیان کی گئی ہیں جو مسلم معاشروں میں مغربی یلغار کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ معاشرتی آزادیوں کے تحت ہی نوجوان مرد عورتوں کے مشابہہ اور نوجوان عورتیں مردوں کے مشابہت کے لباس اور طور طریقے وضع کرنے میں دلچسپی لے رہے ہیں۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ خواتین اپنی آزادی کے نام پر کم نہ ہونے والے مسائل کی جانب قدم بڑھا چکی ہیں۔ اگر آج معاشی ترقی کے لیے عورت ہوٹلوں یا سڑکوں پر مرضی یا جبری طور پر روزگار کے لیے تگ و دو کر رہی ہے۔ جس سے درحقیقت عورت کا استحصال ہو رہا ہے۔[57] معاشرتی برائیوں اور آزادیوں کی بات کی جائے تو اس کا ایک نیا مظہر فیشن کو بھی متصور کیا جانے لگا ہے۔ اس کے

لیے خصوصی طور پر مقابلہ حسن کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ یہ مقابلے جیتنے والے مردوں اور عورتوں کو جنسیت اور فحاشیت سے فلموں میں مواقع دیے جاتے ہیں۔ سید ابو اعلیٰ مودودی اس حوالے سے لکھتے ہیں کہ "بے حیائی کی عملی تفسیریں نیم عریاں لباس، جسمانی حسن کے مقابلے، برہنہ ناچ، برہنگی کی روز افزوں تحریکیں ہیں جو حیوانیت کی طرف انسان کی واپسی ہے"۔[58] اس طرح کے غیر اسلامی افعال مسلم معاشرہ کا وطیرہ بن گئے ہیں۔ معاشرتی آزادیوں کے اس جن نے ہی انسانیت کی اقدار اور اخلاقیات کا خاتمہ کر دیا ہے۔ معاشرتی تحفظات نے طبقاتی نظام کو مزید بڑھا دیا ہے دنیا میں 20٪ فیصد امیر اور 80٪ فیصد حصہ غربت کا شکار ہے۔ اسی کی وجہ سے مستقل بدامنی، جنگ و جہل اور جرائم میں اضافہ ہو رہا ہے۔[59]

مرد اور عورت کے باہمی تعلقات میں تبدیلی:

اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کے منشور میں انسانی آزادیوں پر بات کی گئی۔ اقوام متحدہ کے منشور کے آرٹیکل 16 میں مردوں اور عورتوں کے باہمی آزادیوں پر بات کی گئی۔ بالغ مردوں اور عورتوں کو نسل قومیت اور مذہب کی بنا پر لگائی جانے والی پابندیوں سے مستثنیٰ ہو کر شادی بیاہ اور گھر بسانے کی آزادی ہے۔ زچہ و بچہ خاص توجہ کے حقدار ہیں خواہ بچے قبل از شادہ پیدہ ہوں یا بعد از شادی معاشرتی تحفظ کے حقدار ہیں۔[60] غیر اسلامی ممالک میں نہ صرف شادی رسومات میں فرق ہے بلکہ اخلاقی لحاظ سے بھی شادی سے مراد ایسا تصور نہیں ہے جو تصور اسلامی تعلیمات نے دیا ہے۔ اسلامی طرز شادی میں نکاح کے ذریعے مرد اور عورت کے رشتہ کو پاکیزہ بنایا جاتا ہے۔ جبکہ مغربیہ ممالک میں بچوں کی پیدائیش کا ذریعہ شادی کے توسط سے نہیں رہا۔ بلکہ قبل از شادی اولاد اور قبل از شادی اولاد کے حقوق کے ذریعے نئے تصورات کو جنم دیا گیا ہے۔ مرد اور عورت کے رشتے پر کاری ضرب ہم جنسی کی برائی نے بھی لگائی ہے۔ ایسی ہی صورت حال کے باعث مغرب میں خاندان کا خاتمہ ہو چکا ہے۔ مغربی ممالک سے اب یہ اثر دیگر ممالک میں بھی آنے لگا ہے۔ کہ جس کی وجہ سے شادی سے نفرت یا شادی کو ترقی کی راہ میں رکاوٹ سمجھا جانے لگا ہے۔ اور اس طرح کی تشویش نہ صرف غیر شادی شدہ بلکہ شادی شدہ افراد میں بھی پائی جا رہی ہے۔ جس سے طلاق کی شرح میں اضافہ ہو رہا ہے۔[61] جبکہ دین اسلام میں نکاح کہ مقدس رشتہ کو مرد اور عورت کے لیے مودت و رحمت بنایا ہے۔ جبکہ غیر اسلامی نظام میں شادی کو قید و بند سے تشبیہ دی گئی ہے۔ اسلام کے حکم ایک ہی وقت میں چار نکاح پر اعتراض کیا جاتا ہے۔ جس میں اسلام عدل و انصاف کو ملحوظ خاطر رکھنے کا حکم دیتا ہے۔ جبکہ غیر اسلامی ممالک میں دوسری شادی کو تو جرم سمجھا جاتا ہے مگر ایک بیوی کی موجودگی میں دوسری بے شمار

عورتوں سے جنسی تعلقات قائم کیے جانے میں کوئی قباحت محسوس نہں کی جاتی۔یورپی ممالک کی اکثریت دوسری شادی کو جرم قرار دیتی ہے اور ایک بیوی کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر دوسری شادی کرنا غیر قانونی ہے۔[62] مغرب میں آزادی کی آڑ میں شادی کو ایک منسوخ رواج سمجھا جانے لگا ہے۔اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ شادی میں کمی اور طلاق کی شرح میں اضافہ ہونے لگا ہے۔یورپ میں 1950 میں شادی کی شرح ٪90 تھی جو 1970 میں ٪196075 میں 72٪، 1980 میں ٪62، 1990 میں ٪55، 2000 میں ٪43، 2011 میں ٪31 تک پہنچی-اسی تناسب سے یہ شرح 2020 میں ٪19 اور 2030 میں ٪9 اور 2040 میں ٪0 تک پہنچنے کا امکان ہے۔[63] شادی کی ایسی صورت حال غربت کا باعث بنتی ہے۔''Sara McCann Han'' لکھتی ہیں کہ شادی کی شرح میں کمی اور طلاق کی شرح میں اضافہ غربت کا سبب بن رہا ہے۔امریکہ اور برطانیہ میں سنگل مدر کی غربت کل مجموعی غربت سے زیادہ ہے۔ان کے بعد کینڈا، جرمنی اور آسٹریلیا اور فرانس کا نمبر ہے۔[64] لہذا ہم کہ سکتے ہیں کہ جدید آزادی کے جدید مظاہر نے معاشرے میں جو بگاڑ پیدا کیا ہے اس کا فوری سد باب نا گزیر ہے۔تعلیمات اسلامیہ کی روشنی میں ان مضرات کا حل ضروری ہے تاکہ مسلم معاشروں کو ان تباہکاریوں سے بچایا جاسکے جن کا راستہ جدید آزادیوں نے ہموار کیا ہے۔

آزادی کے مضرات کا اسلامی حل:

اسلام چونکہ ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اور حریت وآزادی کے منفرد نظریات کا قائل ہے مگر اسلام بے مہار آزادی کے ذریعے مظلوم کی حق تلفی اور ظالم کی رسی دراز کرنے کا سامان نہیں کرتا۔آسلام میں آزادی انسانی عظمت کو عروج تک لے جانے والی اور اخلاق و کردار اور روحانیت کے زیر اثر ہے ہر شخص اخلاقیات اور شریعت ومذہب کی حدود میں آزاد ہے۔اسلام کا یہ انداز ہی مثبت آزادی کو امر بالمعروف اور منفی آزادی کو نہی عن المنکر بناتا ہے۔اسلام آزادیوں میں اعتدال کا قائل ہے کیونکہ مغربی نظریہ کے تحت انفرادی آزادیوں سے تمام پابندیاں ہٹالی جائیں تو اجتماعی مفادات کا استحصال عمل میں آتا ہے۔جبکہ اسلام کی آزادیاں معاشرے کو حقیقی امن اور سکون فراہم کرتی ہیں۔قرآب نے نہ صرف انسان کو آزادی کا حق دیا ہے بلکہ آزادی کا مکمل لائحہ عمل فراہم کیا ہے۔جو انسان کو صحیح ڈگر پر لے جاتا ہے۔[65] اسلام کے تصور آزادی کے حوالے سے عبد الرحمان گیلانی لکھتے ہیں کہ رائے کی آزادی حدود کے دائرہ کار میں رہتے ہوئے ہو تو اس کے مثبت نتائج سامنے آتے ہیں اور اگر اس کی بے لگامی کا دور دورہ ہو تو ہزاروں فتنات کو باعث بنتی ہے۔مملکت کی سرحدوں کو

نقصان پہنچاتی ہے جس کی وجہ سے آزادی کی تحدید کی ضرورت ہے۔عہد خلافت میں ہر انسان کو رائے کی آزادی حاصل تھا ریاستی قائدین پر نقطہ چینی کا حق تھا تاکہ نیکی کا پرچار اور برائی کا استحصال ہو سکے۔[66]

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ان درج ذیل مضرات کا حل درج ذیل ہے۔

لبرل ازم اور روشن خیالی کے اس مغربی تصور کے مترادف ہمیں اسلامی تہذیب و ثقافت کا پرچار عمل میں لانا چاہیے۔ اسلامی تہذیب جن اصول وضوابط کو بیان کرتی ہے ان میں انسانوں کے مابین عدل وانصاف اور اتفاق و یگانگت کو فروغ ملتا ہے جو حقیقی طور پر انسانی آزادیوں اور خوشحالیوں کی ضمانت ہے۔اسلامی تہذیب چونکہ ابدی تہذیب ہے اس لیے باطل قوتیں اس سے خطرہ محسوس کرتے ہوئے مسلمانوں کو راہ حق سے ہٹانے کے درپے ہیں۔یہ تہذیبی کشمکش انہیں ایسے ہتھکنڈے استعمال کرنے پر آمادہ کرتی ہے۔آج مسلمانون کو اس دلدل سے نکلنے کے لیے اسلامی تہذیب کا پرچار ضروری ہے کیونکہ اسلامی تہذیب جسم کی تربیت، روح کی تربیت عقل و فہم کی تربیت اُس کردار ادا کرتی ہے۔اسلامی تہذیب طہارت و نفاظت کا حکم دیتی ہے، مساوات، عدل اجتماعی کا حکم دیتی ہے اور رواداری کا پرچار کرنے والے تہذیب ہے۔اور مسلمانوں کو مگربی تہذیب سے دوری لازمی ہے جو روحانی اور باطنی اثرات سے بعید ہے۔سموئیل پی ہنگٹنٹن اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ "مستقبل میں مغربی تہذیب کی برتری کو چیلنج کرنے والی سب سے بڑی طاقت مسلم تہذیب ہے۔[67] آج امت مسلمہ کو ان مضرات کا سامنا کرنے کے لیے قرآن وسنت کی رسی کو مضبوطی سے تھامنے کی ضرورت ہے۔تاکہ جان ومال، عزت وآبرو ،رائے کی آزادی کے تحفظات کا ایسا قیام عمل میں لایا جائے جو منفی اثرات بالاتر ہو۔کیونکہ سورۃ نساء میں اللہ نے قرآن کو فیصلہ کرنے والی کتاب قرار دیا ہے۔[68] **لادینیت کے** داعی بعد الموت ابدی زندگی کے انکاری ہیں وہ دنیاوی طمع میں اس بات کو فراموش کر بیٹھے ہیں کہ ان سے پہلی قومیں کس طرح اپنی نافرمانیوں کے باعث خاک ہوئیں اور مادیت اور ہوس کی دوڑ میں عبرت کا نشان بنائی گئیں۔آج مسلمانوں کو قرآنی احکامات کی روشنی میں غور وفکر کی ضرورت ہے۔سورۃ السجدہ میں اس ضمن میں ارشاد ہے کہ کیا ان لوگوں کو ہدایت نہ ملی کہ ان سے پہلے کئی ہلاک کیے گئے جن کے رہنے کی جگہوں میں آج یہ چلتے ہیں اس میں بڑی نشانیاں ہیں کیا یہ سنتے نہیں۔[69] اسی طرح حقوق نسواں کی تحریکیں عورتوں کو راہراست سے ہٹانے کے درپے ہیں جبکہ اسلام نے عورت کو جو آزادی یا حقوق کا تحفظ دیا ہے اس کی مثال کہیں نہیں ملتی۔اہل روما عورت کو باعزت مخلوق ہی تصور نہیں کرتے تھے۔فرانسیسی عورتوں کی خرید وفروخت کرتے اور عورت کو محض ضروریات کی تشفی کا

ذریعہ سمجھا جاتا تھا۔ ہندومت میں آج بھی عورت کو ستی کیا جاتا ہے۔ یونانی سقراط کہتا تھا کہ عورت فتنہ کا باعث ہے اور دیکھنے میں خوشنما درخت ہے مگر جب اسے کوئی کھاتا ہے تو فوراً مر جاتا ہے۔ جبکہ اسلام نے عورت کو معاشی و معاشرتی آزادیاں اور حقوق دیئے۔ عورت کو وراثت، مہر، نفقہ کے حقوق دیئے۔[70] اسلام جنسی بے راہ روی سے بچنے کے مکمل لائحہ عمل فراہم کرتا ہے۔ معاشرے کو زنا اور ذہنی انتشار سے بچانے کے لیے فحاشی سے دور رہنے کا حکم دیتا ہے جبکہ جدید آزادی کے داعی جنسی تعلیم عام کر کے نوجوان نسل کو جنسیت اور پورنو گرافی کی تباہکاریوں کی جانب دھکیل چکے ہیں۔ قرآن پاک میں سورۃ بنی اسرائیل میں اللہ کا ارشاد ہے کہ "زنا کے قریب مت جانا یہ فحاشی اور برائی کا راستہ ہے۔"[71] اسلام برائی کے سد باب کے پاکیزہ رشتہ نکاح کا حکم دیتا ہے نکاح اس وقت لازم ہو جاتا ہے جب برائی میں پڑنے کا خدشہ ہو۔[72] جنسی بیماریوں کے سد باب کے لیے اسلام سورۃ بقرۃ میں پاکیزگی کی راہ اختیار کرنے کا حکم دیتا ہے اور حالت حیض میں مباشرت سے منع کرتا ہے۔[73] دوران حیض جسمانی بیماریوں لگنے کا خدشہ ہوتا ہے اس لیے اسلام نے حیض مباشرت سے منع کیا ہے۔ مغرب نے آزادی کے نام خواتین کو اسقاط حمل کی آزادی دی ہے جس کے باعث ہزاروں لڑکیاں جان کی بازی ہار جاتی ہیں، بہت سے ممالک میں اسقاط حمل کو قانونی حیثیت دے دی گئی ہے جن سے لڑکیوں میں جسمانی عارضے لاحق ہو رہے ہیں اور اسکی وجوہات میں نوجوان مرد و زن کی جانب سے ذمہ داری کا بوجھ برداشت نہ کرنا، معاشی و اقتصادی تحفظ نہ ہونا اور صرف جنسی لذت کے لیے تعلقات قائم کرنا ہے۔ دنیا میں تقریباً اسقاط حمل کی آدھی شرح غیر محفوظ ہوتی ہے جس ترقی پذیر ممالک میں 98٪ اور ترقی یافتہ ممالک میں 6٪ اسقاط حمل غیر محفوظ ہوتے ہیں۔[74] اسلام معاشرتی معاملات میں آزادی دیتا ہے مگر اس کی بنیاد میں اخلاقیات کا عمل دخل رکھتا ہے اسلام معاشرتی معاملات میں ایک دوسرے کے حقوق و فرائض کی ادائیگی سے آزادیوں کا تحفظ عمل میں لاتا ہے۔ اسلام معاشرے میں رشتوں کا تقدس قائم کرنے کے لیے قرآن پاک میں محرمات اور غیر محرمات کی تعلیمات واضح کرتا ہے جن پر عمل لازم ہے۔[75] عورت اور مرد کے تعلقات کے لیے اسلام نے نکاح کا مقدس راستہ اختیار کیا ہے اسلام میں ایک مرد کو ایک سے زائد شادیوں کا حق ہے اور یہ حق مسلمان معاشرے میں مرد و خواتین کے ناجائز تعلقات جیسی معاشرتی برائیوں سے محفوظ رکھتا ہے جبکہ آزادی حقوق کے داعین دوسری شادی کو تو جرم متصور کرتے ہیں۔[76] مگر بیک وقت کئی ناجائز تعلقات اور ان کے باعث جسمانی بیماریوں اور ذہنی پیچیدگیوں کے حل سے قاصر ہیں۔ جبکہ اسلام عدل و انصاف کو ملحوظ رکھتے ہوئے مرد کو ایک سے زائد شادی کرنے کی اجازت دیتا ہے۔[77] خاندانی

نظام کی ایک بڑی وجہ والدین کے کردار کو کم کرنا ہے۔اسلام برائیوں کے سد باب کے لیے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا حکم دیتا ہے اور یہ فرض کفایہ ہے کہ برائی سے روکا جائے۔ سورۃ آل عمران میں ارشاد ہے کہ ایک جماعت ایسی ہو جو برائی سے روکنے والے اور نیکی کا حکم دینے والی ہو۔[78]

حاصل بحث:

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ انسان کی ہر معاملے کی بابت میں مکمل راہنمائی کرتا ہے۔ ایک انسانی معاشرے میں جن حقوق و قوانین کی ضرورت ہے اسلام نے ان کی وضاحت کی اعلیٰ مثالیں قائم کیں۔اللہ رب العزت نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا ہے۔انسان کو اس کے اعمال و کردار میں آزادی اور خود مختاری کی صفات سے متصف کیا ہے۔انسان کی بلا تجدید آزادی چونکہ معاشرے میں انتشار کا باعث ہے اس لیے اسلام ایسی آزادی سے منع کرتا ہے۔اور آزادی کے لیے چند اصول وضوابط کا انتظام عمل میں لاتا ہے۔قرآن پاک میں سورت قصص 77 میں ارشاد ہے کہ زمین میں فساد نہ پھیلاؤ، اللہ فساد پھیلانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔[79] اسلام ایسی رائے کی آزادی کی ممانعت کرتا ہے، جو کسی دوسرے کی عزت و وقار پر حملہ آور ہو۔اسی لیے تو اسلام بہتان طرازی کی مذمت کرتا ہے اور اس پر حد سزا مقرر کرتا ہے۔اسلام نے مذہبی معاملات میں رائے یا روز بانی کے بارے میں تجدید فرمائی ہے سورۃ توبہ کی آیت 61 میں انبیا کو اذیت پہنچانے سے منع کیا گیا ہے۔[80] دین اسلام آزادی کے حوالے سے انسان کی بنیادی و ثانوی ضروریات کا خیال رکھتا ہے۔انسان کو زندگی کی آزادی سے تعلیم و فکر، مذہب و ثقافت، معاشی و معاشرت، ادب و علوم و فنون کی آزادیوں کا تحفظ دیتا ہے۔اسلام میں کائنات و تفکر و تدبر کے احکامات کے ذریعے انسان کی آزادی، جستجو، تحقیق کی وضاحت کی گئی ہے۔ مگر اسلام نے آزادی کے اجتماعی فوائد کو انفرادی کامیابی کے سبب سے مشروط کر دیا ہے کہ انسان خالق کی نافرمانی اور قرآن و حدیث کی خلاف ورزی سے بچتے ہوئے اپنے حقوق و فرائض انجام دے۔

یوسف القرضاوی اسلام اور مغرب کی آزادی کا جائزہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ وہ آزادیاں جن کا اسلام نہ صرف قائل ہے بلکہ محافظ ہے وہ حقوق و مصالح کی آزادیاں ہیں لغو و معصیت کی نہیں۔اسلام ایسی آزادی کا قائل نہیں جس میں اپنا یا دوسروں کا نقصان پوشیدہ ہو۔[81] لہذا ہم کہ سکتے ہیں کہ آزادی انسان کی بنیادی ضرورت ہے۔ بلکہ انسان کے اس شرف کی وضاحت کرتی ہے۔ جس پر اللہ نے انسان کو پیدا فرمایا ہے اور اس کے لیے کائنات کو تسخیر کیا ہے اور اسی آزادی اور

زمین پر اللہ کے نائب کی حیثیت سے انسان نے بہت سی ایجادات اور ترقی کی منازل طے کی ہیں۔ مگر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ آزادی کے نئے نئے اسالیب نے اپنے منفی اثرات بھی ثبت کیے ہیں۔ جس سے معاشرہ ذہنی انتشار کا شکار ہو چکا ہے۔ اور انفرادی آزادیوں نے اجتماعی آزادیوں کی راہ میں رکاوٹیں پیدا کی ہیں۔ اقوام متحدہ کے منشور میں آزادیوں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ مگر اسلامی یا غیر اسلامی ممالک پر کوئی ایسا قانون لاگو نہیں کیا گیا کہ وہ اپنے ممالک میں رہتے ہوئے ان میں اپنی اقدار کے حوالے سے کوئی ترمیم عمل میں نہیں لا سکتے۔ اسلامی ممالک کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی تہذیب و ثقافت اور اسلامی احکامات میں دی جانے والی آزادیوں اور حقوق پر عمل درآمد یقینی بنائیں۔ تاکہ آزادی کے لامحدود منفی اثرات کے بڑھتے رجحان پر قابو پایا جا سکے اور معاشرہ بے راہ روی اور منفی اثرات سے چھٹکارا پا سکے۔ لہذا مسلمانوں کو امت مسلمہ کی فلاح کے لیے قرآن اور سنت کو تھامنا ہوگا۔ تعلیمات اسلامیہ کا فروغ عمل میں لانا ہوگا۔ اللہ تعالی نے ہر وقت مومنوں کو ایک نصیحت کرنے کا حکم دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ نصیحت کرتے رہو نصیحت مومنوں کو نفع دیتی ہے۔ [82]

حوالہ جات وحواشی

[1]Oxford Dictionary of English,Oxford University Press,2010 edition 3 , p 3103

[2] Mordecai Rosweld, Liberty its Meaning and Scope, Greenwood Publications Group London,2000, p 21

[3] Angus Stevenson, Oxford Dictionary of English, Oxford University Press, 2010

[4] Ibn Manzur, Lisan ul Arab, Idara e Islamiya Publications,1999, Jild 4, p 177

[5] Kirk F.Koerner, Liberalism and Its Critics, London Routledge Publications by Taylor and Francis, 1985, p 233

[6] Conway Martin, Anti Liberal Europe:A Neglected Story of Europeanization, Dieter, Berghahn Books, 2014, p 184

[7] Diecy A.D.V, introduction to the Study of Law of Constitution, Published by Macmillan, New York, 10th Edition , 1959, p 238

[8]Ibn Qayyim al-Jawziyyah, I'laam ul Muwaqqi'een 'an Rabb il 'Aalameen , Tahqiq Abdur Rauf S'ad, Maktaba Darul Khalil, 1973, Jild2, p 143

[9] Al Elli, Hassan,Abdul Hakim,Al Hurriyat Al Aamah, Darul Fikr Al Arabi, Beirut,1983,p466

[10]Kamali , Hashmi,Muhammad, Freedom of Expression in Islam , Berita SDN.BHD, Kuala Lumpur, 1994,p12

[11] Kelley , J.N.D, The Oxford Dictionary of Popes, published by Oxford University, 1986

[12]De Sole Pool,Ithiel, The technologies of Freedom , Havard University press, 1983, p 14

[13]Castilo, Anastasia, Banned Books Censorships in 18th Century England, GRIN Verlag , 2010, p 12

[14]Jonathan Israel , Radical Enlightment ,Oxford University press , 2002, p 265-267

[15] United Nation Universal Declaration of Human Rights December 1948,Retrieved at http://ohchr/En/UDHR?Docoments/UDHR_Translation?eng.Pdf.p2

[16] Paul Taylor, International Organizations in the Age of Globalization, Bound in The Great Britain, MPG books, 2003, p 139

[17]United Nations charter of Human Rights, United nations publications, 1948, p 2,3

[18] MR BIju, Human Rights in a Developing Society , Krisha Mithal for Mithal pubblications , Delhi Edition 2, 2005, p59-60

[19] The Universal Declaration of Human Rights , Article 2, December 10,1948, United Nations Organizations, Retrieved 22/11/2019,from http://www.Un.org/en/doc/udhr/index.html

[20] Julie Peter , Andrea Wolper,Women Rights Human Rights International Perspectives, Routledge New York , 1995,p119

[21]Report of the world Conference of United nations decades for women ;Equality , development and peace , co penhagon in July 1980, United Nations Publications , New York, October 1980, p 27-322

[22] World Conference to Review and Appraise the Achievements of the United Nations Decades for Women; Equality, Peace and Development, Nairobi, 15-29 July 1985, United Nation Publications New York, 1986, p42

[23] Japan Veering Away from Global Human Rights Standerds, Amnesty International: The Japan Times 25 February Retrieved on 28/11/2019,http://www.Japantimes .co/jp/news/xgdUnGgblu.

[24] John Grey , Two Faces of Liberalism , The New Press, 1990, p18-19

[25] William Safire ,Sapire's Political Dectionary , Published by Oxford University press, NewYork , 2008, p 388

[26]Why is Access to Freedom of Expression Important?, Retrieved on 12/12/2019, http://www.index.oncencership org/

[27] What is the Role of Freedom of Speech in a Democratic Society and where are its Limits?, Retrieved on 9/12/2019,http://www.youthmedia.eu/media /117024-what-is-the-role-of-freedom-of-speech-in-a-democratic-society-and-where-are-its-limits

[28] Graber Doris.A, Mass Media and American Politics, Washington DCQR Press 1993,p22

[29] The Universal Declaration of Human Rights,Adopted on 10 December 1948 by United Nations General Assembly, United Nations,1949,p5

[30] David Kretzmer, Eckart Lein, Concepts of Human Dignity in Human Rights Discourse, Springer Netherlands,2002, p217-309

[31] Countries with the Most Freedom of Speech , Retrieved on 2/12/2019 http://www.which country.co/most-freedom-of-speech.html

[32] Al-Maidah 5: 32

[33] Muslim, bin Al Hujaj, Al Jami' Al Sahih, Kitab ul Qasam wal muHaribin wal qisaas wldiyaat, Bab ul Tehreem uddum,Hadith 1679,Darul Kutub al IlmiyahBeirut,1993, jild 2, p 463

[34] Hindi Hisam ud Din, Kanz ul 'Amaal , Mausu'ah al Risalah , Beirut, 1993, jild 12,p 661

[35] Al-Baqarah 2: 256

[36] Ash Shuraa 42:38

[37] Hindi Hisam ud Din, Kanz ul 'Amaal, Mausu'ah al Risalah , Beirut, 1993, jild 10, p 621

[38] Zafar Iqbal , Musand Ahmad Bin Hanbal, Maktaba Rehmaniya ,Urdu Bazar, Lahore, jild 4, p 315

[39] Al Imran3:159

[40] Al An'am 6:108

[41] Michael freeden , Liberalism , A very Short Introduction , published by Oxford University press, 2015, p 13,14

[42] Siddiqi , Abdul Hamid, Insaniyat ki Tamir e Nou aur Islam, Dar us Salam Publications, 2010, p 22

[43] Muhammad Ashraf Mian, Alamgeeriyat aur us kay asrat, Frogh e Ilm Academy, 2005,p 140

[44] Muhammad Ayub Munir, Islam aur Mashriq o Magrib ki tehzeebi Kashmakash, Mazan PrinterLahore,1994,p138

[45] Melton ,J. Jordon,Martin Bawmann, Religion of the World : A Comprehensive Encyclopedia of Belief and Practice, Vol1, ABC-cLIO,edition2, 2010,p 231-233

[46] United nations universal declaration of Human rights, 1948, Retrieved 12/12/2019 http://www.un.org

[47] Report of the world Conference, on Women Beijing, 4-15 September 1995, United Nations Publications, New York , 1996, p324-299

[48] Fredric Angels, The Origins of Family: Private Property at the Stage, International Publishers, 1942, p19

[49] Report of the Fourth World Conference on Women, Beijing, 4-15 September 1995, United Nation Publication, New York, 1996, p311-399, http.www.ohcehr.org/En/pages/welcomepage.aspx

[50]Murtaza, Mazhari Al Sayyad, Jinsi Akhlaq ka Islam awr Maghrib mein Tasawwur, Islamic Publications,Lahore, 2011, p 37
[51]Maududi, Abu Al ‘Ala, Talaq Aur Tajadud, Islamic Publications, 2010, p 43
[52]Anna Martinez, Vanessa Cooper, Laying the Foundation, Sex and Relationship Education in Primary Schools, JKP publications, 2006, p114.
[53] Done Hill, Leena Heavaara Robertson, Equality in Primary School: Promoting Good Practice Across the Curriculum, Continuum International Publishing Group, Great Britannia, 2009, P 79, 80.
[54]Frank Jordan, UN Gay Rights Protection: Hailed Post, Retrieved on 25/12/2018, from http: www.huffingpost.com/world
[55]Bill Maller, Dr, Glenn T. Stanton, Marriage on Trial: the Case Against Same Sex Marriage, Rautledge Publication, 2009, P:59
[56]Ashton Q, Acton, Viral Sexually Transmitted Disease Advances in Research and Treatment, Atlanta, Georgia, 2013, P 193,95.
[57]Anwar Bin Akhtar, Yaurap mein Azadi e Niswan kay Nuqsanat, Maktaba Arsalan , 2001, p62
[58] Maududi, Abu Al ‘Ala, Muslim Khawateen say Islam ka Mutalba, Islamic Publications,Lahore, p58
[59] Muhammad Ashraf Mian, Alamgeeriyat aur uskay asrat, Frogh e Ilm Academy,2005, p 77
[60] United Nation Charter on Human Rights, Article 16, United Nations Publications,1946,p2
[61]Steve Myers, Marriage and the Family:The Mission Dimensions, United Church of God,Beyond Today Magazine, Retrieved on27/12/2019https://www.ucg.org/beyond-today/beyond-today-daily/the-marriage-mission
[62] Sex Offences: Consensual- Bigamy, law library American law of legal information, Retried on 28/12/2019, https://law.jrank.org/pages/2102/Sex-Offenses-Consensual-Bigamy.html
[63]Philip Cohen, How to Live in a World Where Marriage is in Decline, Retrieved on27/12/2019, https://www.theatlantic.com/sexes/archive/2013/06/how-to-live-in-a-world-where-marriage-is-in-decline/276476/
[64]Sara **McLanahan,** Gray **Sandefur**, Growing up with a Single Parent What Hurts and What Helps, Harvard University Press, 1997, p 112.
[65]Mateen Khalid, Azadi e Izhar kay naam per, Ilmo Irfan Publishers, Lahore, 2013, p 25
[66]Gillani, Abdur Rehman , Insani Haquq Islami Talimat ki Roshni mein, Muhadith, issue 253,jild33, Adad, 10 th October 2001,p32

[67]Huntington, Samual, Clash of Civilization and the Remaking of World Order, Touchstone, New York, 1997, p 47
[68]Al-Nisa 4:104
[69]As-Sajdah32:20
[70]Al-Baqarah 2: 233; At-Talaq 65:6
[71]Al-ISra 17:32
[72] Muhammad Rizvi, Sayyad , Marriage and Moral in Islam , Islamic Publications, 1994, p 20
[73]Al-Baqarah 2:222
[74] International Campaign for Women's Rights to Safe Abortion, Retrieved on 2/2/2019 http://www.escrh.eu/aboutr-esc/news/international-compaign-women-rights-safe-bortion
[75]Al-Nahl 16:72
[76]Malcan N. Shaw, International Law, Cambridge University, 5th Edition, 2003, p 684
[77]Al-Nisa:3
[78]Al-Imran 3:104
[79]Al-Qasas 28:77
[80]At-Tawbah 9:61
[81]Al Qardawi, Yousuf, Fatawa Yousuf Al Qardawi, Islamic Publications, p338
[82]Ad-Dariyat 51:55